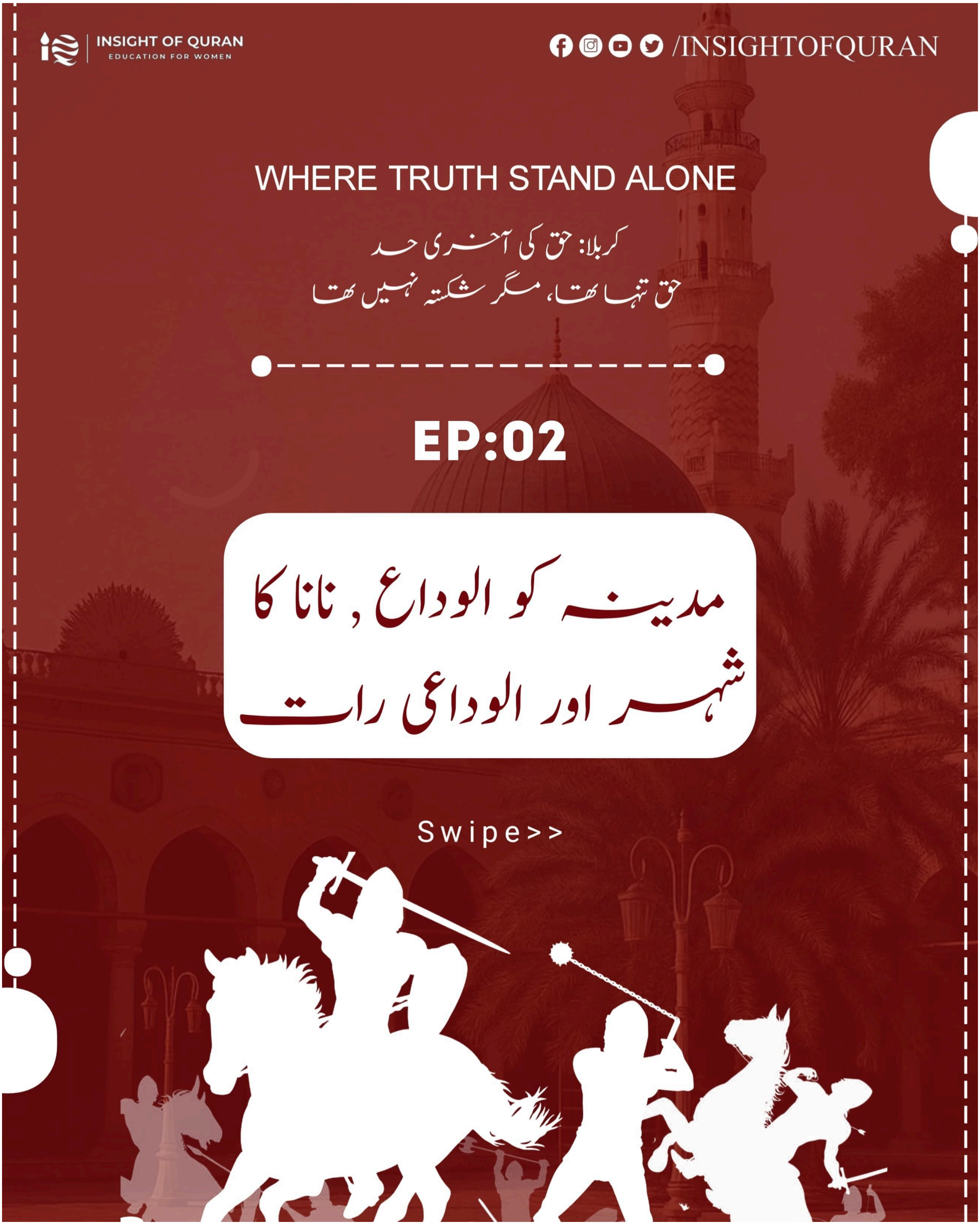
INSIGHT OF QURAN
EDUCATION FOR WOMEN
/INSIGHTOFQURAN
WHERE TRUTH STAND ALONE
کربلا: حق کی آخری حد
حق تنہا تھا، مگر شکستہ نہیں تھا
EP:02
مدینہ کو الوداع , نانا کا شہر اور الوداعی رات
Swipe>>

تصور کریں کہ

وہ منظر کتنا بوجھل ہوگا جب پورا شہر سسکیاں لے رہا تھا اور نانا کا لاڈلا اپنے آبائی گھر کو خیرباد کہہ رہا تھا۔

گورنر ہاؤس میں مروان کے ساتھ ہونے والی اس سخت گفتگو کے بعد، اب رات کا آخری پہر ہے۔ مدینہ منورہ کی گلیوں پر ایک بوجھل سکوت طاری ہے۔ وہ شہر، جس کے ذرے ذرے میں رسول اللہ ﷺ کی یادیں بسی تھیں، آج سلطنتِ دمشق کے سیاسی طوفان کی وجہ سے نواسۂ رسولؐ کے لیے تنگ کیا جا چکا تھا۔

امام حسینؑ دارالامارہ سے نکل کر سیدھے اپنے گھر تشریف لاتے ہیں۔ آپؑ جانتے تھے کہ اب یہاں خاموش بیٹھنے کا مطلب یزید کے فاسقانہ نظام کو تسلیم کرنا ہے، یا پھر مدینہ کے امن کو خطرے میں ڈالنا ہے۔ آپؑ نے اپنے خاندان اور بنو ہاشم کے جوانوں کو اکٹھا کیا اور وہ فیصلہ سنایا جس نے تاریخ کا رخ بدل دیا: ہم مکہ روانہ ہوں گے۔

امام حسینؑ کا مدینہ چھوڑنا کسی خوف کی وجہ سے نہیں تھا، بلکہ یہ اس حکمتِ عملی کا حصہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے شہر میں کوئی خون خرابہ نہ ہو۔ امامؑ جانتے تھے کہ اگر وہ مدینہ میں رہے، تو یزید کے کارندے زبردستی بیعت لینے کے لیے تلواریں نکالیں گے اور حرمِ رسولؐ کی بے حرمتی ہو گی۔

روانگی سے پہلے، امام حسینؑ نے اپنے بھائی (Step brother) (دونوں کا باپ ایک ہی تھا یعنی امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ۔
حضرت محمد بن حنفیہ کی والدہ کا نام خَوْلَہ بنتِ جعفر تھا، جن کا تعلق بنو حنیفہ قبیلے سے تھا (اسی لیے انہیں ابنِ حنیفہ یا محمد بن حنفیہ کہا جاتا ہے)۔ یہ شادی سیدہ فاطمہؑ کی وفات کے بعد ہوئی تھی۔) حضرت محمد بن حنفیہ علیہ السلام سے تفصیلی گفتگو فرمائی۔ محمد بن حنفیہ علیہ السلام نے بڑے دردمندانہ انداز میں امامؑ کو مشورہ دیا کہ وہ مکہ چلے جائیں تاکہ وہاں محفوظ رہیں، اور کوفہ والوں پر جلدی بھروسہ نہ کریں۔

امام حسینؑ نے اپنے اس پورے سفر کا اصل مقصد اور اپنا فکری مینی فیسٹو واضح کرتے ہوئے اپنے بھائی اور امت کو بتایا:

میں کسی فتنہ وفساد، تکبر، یا دنیاوی اقتدار کی ہوس میں نہیں نکل رہا۔
میرا مقصد صرف اپنے نانا (رسول اللہ ﷺ) کی امت کی اصلاح کرنا ہے، میں چاہتا ہوں کہ نیکی کا حکم دوں اور برائی سے روکوں

(امر بالمعروف ونہی عن المنکر)

(بحوالہ: البدایہ والنہایہ، حافظ ابنِ کثیر، جلد 8، صفحہ 160 / تاریخ طبری، حوادث 60 ہجری)

امامؑ نے واضح کر دیا کہ یہ کوئی ذاتی یا خاندانی جنگ نہیں ہے، بلکہ یہ امت کے اخلاقی اور سیاسی ڈھانچے کو بچانے کی ایک پرامن فکری تحریک کا آغاز ہے۔

28 رجب 60 ہجری:
کاروانِ حسینی کی روانگی

28 رجب کی رات آئی۔

پورا قافلہ تیار تھا۔

امام حسینؑ، ان کی بہن سیدہ زینبؑ، ان کے بھائی حضرت عباسؑ، ان کی زوجہ، بچے اور بنو ہاشم کے دیگر جوان۔ مدینہ کے لوگ جب صبح بیدار ہوئے تو یہ خبر سن کر ان کے دل بیٹھ گئے کہ آلِ رسولؐ مدینہ چھوڑ کر جا رہی ہے۔

وہ منظر کتنا بوجھل ہو گا جب پورا شہر سسکیاں لے رہا تھا اور نانا کا لاڈلا اپنے آبائی گھر کو خیر باد کہہ رہا تھا۔ حضرت عباسؑ نے تمام پردہ نشین خواتین کو پورے وقار اور احترام کے ساتھ کجاووں پر بٹھایا۔

یہ قافلہ مدینہ کی حدود سے باہر نکل رہا تھا، تو امام حسینؑ کی زبانِ مبارک پر قرآنِ کریم کی یہ آیت جاری تھی، جو حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے ظلم سے نکلتے وقت تلاوت فرمائی تھی:

فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ
قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

موسیٰ وہاں سے ڈرتے ہوئے، (راستے پر) نظر رکھتے ہوئے نکل کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے میرے رب! مجھے ظالموں کی قوم سے نجات دے۔

(سورہ القصص، آیت 21 / بحوالہ: تاریخ الامم والملوک للطبری، جلد 4، صفحہ 253)

امامؑ نے عام اور Main Highway کا راستہ اختیار کیا تاکہ وہ چھپ کر نہیں، بلکہ کھلم کھلا اپنے مؤقف کے ساتھ مکہ پہنچیں۔

شعبان 60 ہجری کی 3 تاریخ کو یہ کاروانِ پاک مکہ مکرمہ پہنچ گیا۔ جیسے ہی امامؑ مکہ میں داخل ہوئے، آپؑ کی زبان پر قرآنِ پاک کی یہ آیت تھی:

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ

جب انہوں نے مدین کا رخ کیا تو کہا: امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھے راستے کی ہدایت فرمائے گا۔

(سورہ القصص، آیت 22 / بحوالہ: البدایہ والنہایہ، ابنِ کثیر، جلد 8، صفحہ 151)

مکہ پہنچ کر امام حسینؑ شعبِ علیؑ میں ٹھہرے۔ مکہ کے عوام اور دنیا بھر سے آئے ہوئے حجاج جب پتہ چلا کہ نواسۂ رسولؐ یہاں موجود ہیں، تو لوگ جوق در جوق آپؑ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور مکہ کی رونقیں آپؑ کے دم سے دوبالا ہو گئیں، جبکہ دوسری طرف عبد اللہ بن زبیر نے بھی مکہ میں پناہ لے رکھی تھی۔

آج کا نوجوان اس ہجرت کی گہرائی کو سمجھے۔ اپنا Comfort zone اپنا گھر اور اپنے نانا کا شہر چھوڑنا کوئی معمولی قربانی نہیں تھی۔ امام حسینؑ اگر خاموشی سے یزید کی بیعت کا فارم sign کر دیتے، تو وہ مدینہ کے سب سے بڑے VIP ہوتے۔ لیکن انہوں نے سکھایا کہ جب اصولوں پر آنچ آ جائے، تو عافیت کی زندگی کو ٹھکرا کر حق کے راستے پر نکل پڑنا ہی اصل بیداری اور حقیقی بندگی ہے۔

اگلی قسط:

مکہ پہنچ کر کیا ہوا؟ اہلِ کوفہ کو کیسے پتہ چلا کہ حسینؑ نے بیعت سے انکار کر دیا ہے؟ اور وہ کون سے خطوط تھے جو کوفہ سے مکہ کی طرف سیلاب کی طرح بہنے لگے؟

اس تاریخ ساز سیریز کو اپنے دوستوں اور خاندان کے ساتھ شیئر (Share) کر کے حق کا پیغام پھیلانے میں اپنا حصہ ڈالیں!

STAY TUNED